



محمد صدیق ہزاروی
سابق مدیر اسلامی نظریتی کونسل



اسلامی نظریاتی کونسل پاکستان کا موقر ترجمان مجلہ "اجتہاد" کا شمارہ نمبرے بابت دسمبر ۲۰۱۱ء حسن ظاہری و باطنی کے جلو میں پوری آب و تاب کے ساتھ راقم کی نظریوں سے گزار۔

عنوانات کا تنواع، مقالہ نگاران کی ثرف نگاہی اور طباعت کا حسن جمال اپنی مثال آپ ہے جس پر ادارہ کے سر پرست اعلیٰ، مدیر مسئول اور مدیر سے لے کر تمام عملاء اور جملہ مقابلہ نگاران تک خراج تحسین کے مستحق ہیں۔

مجموعی طور پر یہ مجلہ نہایت خوبصورت اور قیع ہے اور مقابلہ نگاران نے اپنی اپنی فکر اور سوچ کے مطابق پوری محنت اور تدبی سے تحقیق کی جواناگاہ میں اپنی صلاحیتوں کا اظہار کیا ہے اگرچہ تخفیفات کی گنجائش اپنی جگہ موجود ہے۔

جناب چیزیں میں کونسل، مولانا محمد خان شیرانی نے مقصود تخلیق پر نہایت پر مغمض مقالہ تحریر فرمایا "تعییر صوص کا قدیم اور جدید منع" کے حوالے سے معروف مدینی سکارجنا بڈاکٹر حافظ محمد شکیل اون کامقابلہ نہایت اہم ہے البتہ اتنی گزارش ضروری ہے کہ جدید منع کے حوالے سے ہمیں اس بات کا خیال رکھنا ہوگا کہ کہیں ہماری جدت پسندی، نصوص قرآنی سے صرف نظر اور روشن خیال طبقہ کے لئے آیات قرآنیہ کو بازی پیچہ اطفال بنانے کا ذریعہ نہ بن جائے جیسے مقابلہ نگار نے فرق اور علاوہ وغیرہ کے حوالے سے میڈیا پلک سائنس سے مدد لینے کا اشارہ دیا۔ اسی طرح لفظ خیل (گھوڑا یا گھڑ سوار) پر انہوں نے تفصیلی بحث کی ہے لیکن لفظ رہاٹی طرف تجویز فرمائی حالانکہ آج بھی جہاد کے لئے کسی نہ کسی صورت میں گھوڑے کا استعمال ہو رہا ہے جو بالکل متروک نہیں ہوا اور اس کی ضرورت ہمیشہ باقی رہے گی پھر دوسرا بات یہ ہے کہ گھوڑا جدید اسلامی راہ میں رکاوٹ نہیں ہے تو ہمیں خواہ خواہ کھف میں پڑنے کی کیا ضرورت ہے۔

"شریعت اسلامی اور وضعی قانون میں فرق" کے عنوان پر محترم مذہب اہمین کائفیلی اور جامع مضمون قانون کے طالب و طالبات کے لئے نہایت مفید اور مغرب سے متاثر مسلمانوں کے لئے بصیرت افرزو ہے، ان کا یہ قول بجا طور پر لائق تحسین ہے کہ یہن الاقوامی قانون کی بانی گروہیں (۱۶۴۵ء)

نہیں بلکہ امام ابوحنیفہ اور ان کے شاگرد امام ابویوسف اور امام محمد حنفیہ ہیں (محلہ اجتہاد شمارہ نمبر ۷، ۳۳)

ادارہ المورد کے ریسرچ سکارجھرم طالب محسن کا مضمون "اجتہاد تصویر و حقیقت" ان کی خصوصی سوچ کا عکاس ہے اور یقیناً ہر شخص اپنی فکر میں آزاد ہے اور اس پر کوئی قدغن نہیں لگائی جاسکتی۔ اجتہاد کے حوالے سے ان کا مضمون ان کی خاص فکر کا حامل ہے ان کے خیال میں امت اب اجتہاد کی ضرورت محسوس نہیں کرتی چنانچہ وہ لکھتے ہیں:

امت میں رائج نقطہ نظر یہ ہے کہ اس اجتہاد کی اب ضرورت نہیں دین کیا ہے اس حوالے سے جتنے کام کی ضرورت تھی وہ دور مددوں میں مکمل ہو گیا (ایضاً ص ۵۳)

امت کے نقطہ نظر کے حوالے سے ان کا یہ تجزیہ درست نہیں کیونکہ جہور کے نزدیک اجتہاد کا دروازہ ہند نہیں ہوا اس سلسلے میں حضرت مولانا ابوالفتح محمد یوسف کا مقابلہ نہایت عمدہ ہے جس کے واقعہ باس بدین قارئین میں دہلکھتے ہیں:

اگر فقہ اسلامی اور اس کے اصولوں کا نظر غمیق سے جائزہ لیا جائے تو واضح ہو گا کہ اجتہاد کا دروازہ ہر دور میں مجہد کے لئے کھلا ہے (ایضاً ص ۸۲)



وہ مرید لکھتے ہیں:

”جن حضرات نے اجتہاد کے دروازہ کے بارے میں کہا ہے کہ بند ہے محض اس لئے کہا ہے کہ غیر مجتبد لوگ اجتہاد کا دعویٰ کر کے وقت حکومتوں یا اسلام دشمنوں کے آل کارہ بن جائیں۔ (ایضاً ص ۸۲)

محترم طالبِ حسن کے مضمون میں یہ بھی بتانے کی وسیعیت گئی ہے کہ امت میں اہل تصوف اور لوگ میں اور علماء شریعت اور لوگ میں یعنی امت نے تقصیم قائم کر کر کی ہے۔ وہ لکھتے ہیں ”لیکن امت میں یہ عوینی رنگ پیدا ہو گیا کہ تحقیقت دین صوفیاء کے پاس ہے اور فقہاء ظاہر دین کے علمبردار ہیں“ (ایضاً ص ۵۵)۔ یہ تاثر دفعہ غلط ہے اور حقیقت یہ ہے کہ تصوف (طریقت) اور شریعت لازم و معلوم ہیں اور تمام معرفوں صوفیاء کرام اپنے وقت کے جیو علماء میں شمار ہوئے ہیں اور انہوں نے ہمیشہ شریعت کی پاسداری پر زور دیا ہے، کچھ جاہل لوگوں کو، جو تصوف کے دعویٰ دار ہیں گئے، سامنے رکھ کر شریعت و طریقت کے حوالے سے یہ تصوف قائم کرنا حقائق کے منافی ہے۔ حضرت امام عبد الوہاب شمرانی (۹۷۸-۱۸۹۷ھ) فرماتے ہیں: مرید کی شان یہ ہوئی چاہیے کہ وہ آداب شریعت کی محافظت کرے اور جس قدر ممکن ہو اس کے ظاہر پر عمل کرے کیونکہ تمام ترقی کا دار و مدار شارع کے احکام بجالانے میں ہے۔ (الانوار التقديسيه في معريفة واعدا الصوفيه، جز دم، ج ۲۸، مكتبة علیم، بیروت لبنان)۔

حضرت ابراہیم الدسوqi فرماتے ہیں:

اگر مرید علم و عمل میں اخلاص کے دروازے سے داخل ہوا اور محض حکم خداوندی کی بجا آوری کی نیت سے احکام شریعہ بجالانے تو اب وغیرہ متصود نہ ہو جس طرح سلف صالحین کا طریقہ تھا تو وہ (صوفیا کی) جماعت سے مستثنی ہو جائے گا (ایضاً ص ۲۶) یعنی اب وہ منزل پر پہنچ گیا۔

صوفیاء کرام نے جہاں اپنے مریدین کو شریعت کی پابندی کا دار رنس دیا وہاں شریعت سے روگردانی کرنے والوں کا رد بھی کیا چنانچہ حضرت امام شمرانی نے دسویں صدی ہجری کے نصف آخر میں دنیا پرست صوفیاء کے ردمیں تنبیہ امتحنیں“ کے نام سے ایک کتاب لکھی جس کا اردو ترجمہ کرنے کی سعادت رقم ۲۰۰۵ء میں جامعہ الازہر میں قیام کے دوران حاصل ہوئی۔ مجلہ اجتہاد کے مدیر جناب ذیشان سرور کا مضمون ”قرآن اور انجیل کے مشترکہ احکامات“ ایک ایجھے ذہن کا عکاس مضمون ہے، حضرت علامہ مفتی محمد ابراہیم قادری کا مضمون ”انتقال خون“، اسلامی احکام کے سلسلے میں اعتراض کی راہ اختیار کرنے کا غماز ہے۔ اسی طرح دیگر مضامین بھی اپنے موضوعات کے اعتبار سے اہم ہیں اور ”اسلامی نظریاتی کوئل“، اس مجلہ کی اشاعت پر قابل صدمبار کبادبے۔

